مانع حمل جدید طریقوں کا شرعی حکم

عبدالقیوم ایڈووکیٹ
ایم فل اسکالر، علوم اسلامیہ

ABSTRACT:

Family Planning _ A Religious Perspective.

By: Abdul Qaium Advocate

Since the age of ignorance till this day, human have adopted different method to stop pregnancy, this thesis points out the Religious view-point and Religious Ruling of various aspect of this topic.

These methods are as under:-

1.To Avoid pregnancy due to poverty.
2. Honour- Killing of girl baby.
3. Insulation.
4. Nas Bandi
5. Removal of women's womb.
6. Use of Condom.
7. Abortion.

The pre and post life status of fetus is described and its Religious Status is brought under extensive discussion.

اسلام دین فطرت ہے اوراس کی تمام تعلیمات انسانیت کی رہنمائی اور ہدایت پر مبنی ہیں۔اسلام تعلیمات کا فکری منبع اور سرچشمہ قرآن حکیم اور عملی نمونہ جناب رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس ہے،سورۃ البقرہ میں قرآن حکیم کی یہ صفت بیان ہوئی ہے کہ:

یضل به کثیر ویهدی به کثیرا(۱)

اور(قرآن کریم) کے ذریعے اللہ تعالیٰ بعض لوگوں کو گمراہ کرتا ہے اور کئی لوگوں کو ہدایت دیتا ہے۔

اس آیت کی تشریح وتائید مسلم شریف کی اس حدیث سے ہوتی ہے:

عن عمربن الخطابؓ قال قال رسول ﷺ ان اللہ یرفع بهذا الکتاب اقواما ویضع به اخرین(۲)

اس کتاب (قرآن کریم) کی وجہ سے کتنے ہی لوگوں کو اللہ تعالیٰ بلند مرتبہ عطا کرتا ہے اور کتنے ہی لوگوں کو ذلیل و پست کرتا ہے۔

مسلمان ہونے کی حیثیت سے ہم قرآن کریم سے عملی رہنمائی لیتے ہیں اور یہ رہنمائی اسی وقت کارآمد ہوگی جب ہم قرآنی تعلیمات کو رسول اللہ ﷺ کی سنت، اصحاب پیغمبر ﷺ اور سلف صالحین کی تعلیمات کی روشنی میں سمجھیں گے،ورنہ صرف اپنے علم وعقل کے بل بوتے پر اگر قرآنی احکامات کو سمجھنے کی کوشش کی تو اس سے ضلالت وگمراہی کے دروازے کھلیں گے۔

قرآنی تعلیمات انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں کی اس طرح رہنمائی کرتی ہیں کہ افراط وتفریط سے پاک زندگی بسر ہو سکے،فرد کی نجی زندگی سے بین الاقوامی زندگی تک کا کوئی گوشہ ایسا نہیں جس میں وہ ہمیں روز روشن راہ نہ دکھاتا ہو،انفرادی اور اجتماعی ہر لحاظ سے قرآنی تعلیمات ہمارے لئے مشعل راہ ہیں۔انسانی زندگی کے روزمرہ مسائل میں خاندانی منصوبہ بندی کا مسئلہ بڑی اہمیت حامل ہے۔اس وقت یہ مسئلہ مزید اہمیت اختیار کر گیا جب انگلستان کے مشہور ماہر معاشیات تھامس رابرٹ مالتھس (م۱۸۳۴ء) نے اپنا نظریہ پیش کیا کہ آبادی میں اضافہ ضرب کی صورت میں ہوتا ہے2, 4, 16, 32, 64.... اور وسائل رزق میں اضافہ

2, 3, 4, 5, 6,..... کی نسبت سے ہوتا ہے، لہٰذا اگر آبادی پر قابو نہ پایا گیا تو ایک دن ایسا بھی آئے گا کہ زمین پر پاؤں رکھنے کے لئے جگہ نہ ہوگی اور دنیا قحط اور بھوک کا شکار ہوگی، یہ ایک انسانی نظریہ ہے جو کہ قرآنی تعلیمات سے متصادم ہے۔

قرآنی دلائل:

مالک ارض و سماء نے اس کائنات میں انسانی اور دوسری تمام مخلوقات کے لئے معیشت کے لامحدود وسائل رکھ دیئے ہیں۔ خدا کے پاس ہر چیز کے غیر متناہی خزانے ہیں، البتہ ان خزانوں کا انکشاف متعین اور محدود مقدار میں ہوا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

والارض مددنها والقينا فيها رواسي وانبتنا فيها من كل شئي موزون وجعلنا لكم فيها معايش ومن لستم له برازقين وان من شئي الاعندنا خزائنه وما ننزله الابقدر معلوم(۳)

اور ہم نے زمین کو پھیلایا اور اس پر پہاڑ بطور بوجھ رکھ دیئے اور اس میں ہر چیز اندازہ سے اگائی اور اس میں تمہارے لئے معیشت کے اسباب بنائے اور ان کے لئے بھی جن کو تم روزی نہیں دیتے اور ہمارے پاس ہر چیز کے خزانے ہیں اور ہم اسے ایک اندازہ معین پر اتارتے رہتے ہیں۔

قرآن کریم کے مطابق جس طرح وہ ایک طرف انسانوں کی تعداد بڑھاتا ہے، اسی طرح وہ اپنے خزانہ معاش کا دروازہ بھی کھولتا جاتا ہے، اور جس طرح ایک مخصوص تعداد میں کھانے والوں کا اضافہ ہوتا ہے اسی تناسب سے غذا بھی مہیا ہوتی جاتی ہے، اور خزانہ معاش بھی اپنا دائرہ وسیع کرتا جاتا ہے۔ اس آیت کی روشنی میں دیکھا جائے تو مالتھس کا نظریہ بے بنیاد معلوم ہوتا ہے، جسے بعد میں ہم نے بے سمجھی اور اللہ تعالیٰ کی ذات پر ناقص یقین ہونے کی وجہ سے صحیح مان لیا ہے۔

ولاتقتلوا اولادکم من املاق نحن نرزقکم وایا ھم ولا تقربو الفواحش ماظھر منھا ومابطن(۴)

اور اپنی اولاد کو مفلسی کی وجہ سے نہ مارو، ہم تمہیں بھی رزق دیتے ہیں اور ان کو بھی اور بے حیائی کے کام کے قریب نہ جاؤ چاہے وہ کھلی بے حیائی ہو یا پوشیدہ۔

عرب لوگ بعض اوقات مفلسی اور غریبی کی وجہ سے اولاد کو قتل کر دیتے تھے کہ خود ہی کھانے کو نہیں تو اولاد کو کہاں سے کھلائیں گے، اسی لئے فرمایا کہ رزق دینے والا تو اللہ ہے تم کو بھی اور ان کو بھی۔ یہی ڈر آج کے اس فیملی پلاننگ کے فلسفہ کے پیچھے بھی کارفرما ہے کہ بڑھتی ہوئی آبادی ہمارے وسائل کو ہڑپ کر رہی ہے، لہٰذا اس کو کم کیا جائے کہ ہم اچھے معیار کے ساتھ زندگی بسر کر سکیں۔ قتل اولاد ویسے بھی بڑا قبیح فعل ہے، مگر اس آیت میں یہ وضاحت کی گئی ہے کہ اگر اس کا محرک مفلسی ہو تو اس کی قباحت مزید بڑھ جاتی ہے اس لئے کہ انسان نے خود کو انسان کا رازق سمجھ لیا ہے۔

مولانا امین احسن اصلاحی فرماتے ہیں کہ: خاندانی منصوبہ بندی کے بارے میں جو غلط فہمی عرب جاہلیت کے سنگدلوں کو لاحق ہوئی تھی اسی غلط فہمی کا شکار موجودہ زمانے کی متمدن حکومتیں ہو رہی ہیں۔ انہیں بھی اللہ پر غصہ تھا کہ جب وہ بھرپور روٹی نہیں دے رہا تو اولاد میں کیوں اضافہ کئے جا رہا ہے؟ یہ غصہ وہ اولاد کو قتل کر کے نکالتے تھے۔ موجودہ متمدن انسان کو بھی یہ بڑھی ہے کہ جب ہم اپنے ہی معیار زندگی کو مطلوبہ معیار پر نہ پہنچا سکے تو دوسروں کی ذمہ داری کا بوجھ اپنے کندھوں پر کس طرح اٹھالیں؟ اس گھبراہٹ میں انہوں نے خاندانی منصوبہ بندی کی اسکیم بناڈالی۔ شکلیں ذرا بدلی ہوئی ہیں، نام بھی پیارا سا ڈھونڈ نکالا ہے۔ لیکن فلسفہ دونوں جگہ ایک ہی ہے۔

مزید فرماتے ہیں کہ ایک فرض شناس حکومت کے لئے یہ معقول بات ہے کہ وہ اپنے

ملک کے وسائل معاش کو ترقی دینے کے لئے بحر و بر کے ایک ایک گوشے کو چھان ڈالے اور اس راہ کے کسی پتھر کو بھی الٹے بغیر نہ چھوڑے اور یہ بات بھی اس کے شرعی فرائض میں سے ہے کہ وہ ملک کے عوام کو زندگی کے ہر شعبے میں آگاہی Awareness دے۔ لیکن یہ امر بالکل اس کے دائرہ اختیار اور حدود کار سے باہر ہے کہ وہ منصوبہ بندی کر کے کہ اتنی مدت میں ہم اتنا غلہ پیدا کریں گے اور اسی حساب سے اتنے بچوں کو پیدا ہونے دیں گے اور اگر کسی مزید ناخواندہ مہمان نے ہماری روٹی اور بوٹی میں حصہ دار بننے کی کوشش کی تو ہم اپنی سائنسی تدبیروں سے کام لے کر اس کا گلا گھونٹ دیں گے۔(۵)

ان ربک یبسط الرزق لمن یشاء ویقدر انه کان بعباده خبیرا بصیرا ولا تقتلوا اولادکم خشیة املاق نحن نرزقهم وایاکم-(٦)

آپ کا رب کشادہ کرتا ہے روزی جس کے لئے چاہتا ہے اور تنگ بھی وہی کرتا ہے بے شک وہ اپنے بندوں کو جاننے والا ہے، اور نہ مار ڈالو اپنی اولاد کو مفلسی کے خوف سے ہم روزی دیتے ہیں اور ان کو بھی اور تمہیں بھی۔

اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے علامہ شبیر احمد عثمانیؒ نے یہ حدیث قدسی نقل کی ہے:

میرے بعض بندے وہ ہیں جن کی درستی حال فقیر رہنے میں ہے اگر میں ان کو غنی کر دیتا تو ان کا دین تباہ ہو جاتا اس کے برعکس بعض بندے وہ ہیں جن کو غنی بنایا، اگر انہیں فقیر بنا دیا جاتا تو وہ دین پر قائم نہ رہتے۔(۷)

یہ حدیث اس خیال فاسد کو رد کرتی ہے کہ دین پر قائم رہنے کے لئے اور دینی احکامات پر عمل کرنے کے لئے مال و دولت کی فراوانی ازبس ضروری ہے، ورنہ دینی احکامات پر ٹھیک طرح عمل نہیں ہو سکتا۔ ہمارے اس خیال کی تردید تاریخ انسانی بڑے پرزور طریقے سے کر

رہی ہے۔ غربت اگر احکام دین پر عمل کرنے میں مانع ہوتی تو حضرت علیؓ بن ابی طالب، حضرت ابوہریرہؓ اور حضرت بلالؓ جیسے صحابہ اور اصحاب صفہ آسمان علم کے آفتاب نہ بنتے۔ اسی طرح اگر محض دولت ہی خدائی احکامات پر عمل پیرائی میں اہم کردار ادا کرنے والی ہوتی تو فرعون، ہامان، نمرود، شداد اور قارون خدائی غضب کا شکار ہونے کے بجائے بلند پایہ انسان ہوتے۔

خرد کا نام جنوں رکھ دیا اور جنوں کا خرد　　جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے (۸)

وما من دآبة فی الارض الاعلی اللہ رزقھا (۹)

زمین پر چلنے والے ہر جاندار کی روزی اللہ کے ذمہ لازم ہے۔

اس آیت میں واضح کیا گیا ہے کہ زمین پر چلنے والا ہر جاندار جسے رزق کی احتیاج ہو اس کو روزی پہنچانا اللہ نے اپنے ذمے لیا ہے۔ جس قدر روزی جس کے مقدر میں ہے یقیناً اسے پہنچ کر رہے گی۔ بندہ جو وسائل و اسباب اختیار کرتا ہے وہ روزی تک پہنچنے کے دروازے ہیں۔ اگر آدمی کی نظر مسبب الاسباب پر ہو تو یہ اسلامی تعلیمات کے عین مطابق ہے اور اگر مسبب الاسباب کو بھلا کر صرف اسباب پر ہی نظر رکھی جائے تو یہ اسلامی تعلیمات کے منافی ہے۔ آج خاندانی منصوبہ بندی کے فلسفہ میں سارا زور اپنی عقل و کوشش پر ہی ہے اور یہ اللہ کی قدرت اور اس کے وعدے پر ناقص یقین کی وجہ سے ہے۔

ضبط تولید احادیث کی روشنی میں:

قرآن کریم کے بعد حدیث شریعت اسلامیہ کا دوسرا ماخذ ہے، اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مقدسہ اپنی ظاہری و باطنی وسعتوں اور پہنائیوں کے لحاظ سے ایک عالمگیر دستور حیات ہے۔ ذیل میں آپ ﷺ کے اقوال مبارکہ اور سیرت طیبہ ﷺ کی روشنی میں خاندانی منصوبہ بندی کے حوالے سے رہنمائی حاصل کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

عن عبداللہ ابن مسعود ؓ قلت یا رسول اللہ ﷺ ای ذنب قال ان تجعل للہ نداً وھو خلقک قلت لم ای قال تقتل ولدک خشیة ان یطعم معک۔ (۱۰)

عبداللہ ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا سب سے بڑا گناہ کون سا ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا، حالانکہ اس نے تم کو پیدا کیا ہے، میں نے پوچھا پھر کون سا؟ فرمایا کہ تو اپنی اولاد کو اس خوف سے قتل کرے کہ وہ تیرے ساتھ کھانے میں شریک ہوگی۔

اس حدیث میں شرک کے بعد سب سے بڑا گناہ یہ قرار دیا گیا ہے کہ آدمی معاشی پریشانی کے ڈر سے اپنی اولاد کو قتل کردے۔ دوسری حدیث حضرت معقل بن یسارؓ سے روایت ہے:

جاء رجل الی رسول اللہ ﷺ فقال انی اصبت امرء ة ذات حسب و جمال وانها لا تلد افاتز وجها قال لا ثم اتاه الثانية فنهاه ثم اتاه الثانية فقال تزوجو الو دود الو لود فانی مکاثر بکم الامم-(۱۱)

حضرت معقل بن یسارؓ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور پوچھنے لگا کہ مجھے اعلیٰ خاندان کی خوبصورت عورت کا رشتہ مل رہا ہے مگر وہ اولاد پیدا کرنے کے قابل نہیں، کیا میں اس سے نکاح کرلوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں، وہ پھر آیا آپ ﷺ نے پھر نفی میں جواب دیا، وہ تیسری مرتبہ پھر اجازت کے لئے آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگ زیادہ بچے جننے والی عورتوں سے شادی کرو، میں تمہاری کثرت کی وجہ سے دوسری امتوں پر فخر کروں گا۔

اسی مفہوم کی ایک اور حدیث ان الفاظ سے مذکور ہے:

تناکحو اتنا سلو او تکثرو افانی مکاثر بکم الامم یوم القیامة(۱۲)

تم لوگ نکاح کرو اور زیادہ بچے پیدا کرو، کہ تمہاری کثرت کی وجہ سے قیامت کے دن دوسری امتوں پر فخر کروں گا۔

عزل کے بارے میں احادیث:

عزل کے بارے میں دونوں قسم کی احادیث ملتی ہیں۔ حضرت جابرؓ سے روایت ہے:

''ہم نبی کریم ﷺ کے دور میں عزل کرتے تھے، حالانکہ قرآن کریم کے نزول کا سلسلہ جاری تھا۔'' اس روایت کی وضاحت روایت کے راوی سفیان بن عینیہ اس طرح کرتے ہیں کہ: ''اگر یہ کوئی ایسی چیز ہوتی جس سے منع کیا جانا ضروری ہوتا تو قرآن کریم ضرور ہم کو منع کر دیتا'' (۱۴)

حضرت جابرؓ کی دوسری روایت میں اس مسئلہ کی مزید وضاحت ہے:

كنانعزل على عهد رسول ﷺ فبلغ ذالك نبى ﷺ فلم ينها عنه-(۱۵)

ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں عزل کرتے تھے تو یہ بات نبی کریم ﷺ تک پہنچی، لیکن آپ ﷺ نے ہمیں منع نہیں فرمایا۔

عن عائشة ﷺ عن جزامة وهب اخت عكاشه ﷺ قالت حضرت رسول الله ﷺ فى اناس فساء لوه عن العزل فقال رسول الله ﷺ ذالك الواد الخفى وهى اذالمؤدة لئلت-(۱۶)

حضرت جزامہ بنت وہبؓ اخت عکاشہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں چند آدمیوں کے ساتھ حاضر ہوئی تو لوگوں نے عزل کے بارہ میں سوال کیا، آپ ﷺ نے فرمایا یہ زندہ درگور کرنا ہے اور یہ آیت تلاوت فرمائی، جب زندہ درگور بچی سے سوال کیا جائے گا کہ وہ کس گناہ کی پاداش میں قتل کی گئی؟

عن ابی سعید الخدریؓ قال سئل النبی ﷺ عن العزل فقال لا علیکم ان تفعلو اذا کم فانما هو القدر(۱۷)

حضرت ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ حضورﷺ سے عزل کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا تمہارا کیا نقصان ہے اگر تم ایسا نہ کرو، اصل چیز قضاء وقدر کا فیصلہ ہے۔

صحیح مسلم شریف میں اس حدیث کے راوی محمد بن سیرین کا قول نقل کیا گیا ہے:

وقوله لا علیکم اقرب الی النهی(۱۸)

یعنی حضورﷺ کا یہ فرمانا کہ تمہارا کیا نقصان ہے اگر ایسا نہ کرو، ممانعت کے زیادہ قریب ہے۔

فقہاء کی آراء:

امام مالکؒ کے نزدیک آزاد عورت سے اس کی اجازت کے بغیر عزل جائز نہیں اور لونڈی سے بغیر اجازت کیا جا سکتا ہے۔(۱۹) امام ابوحنیفہؒ کا بھی آزاد عورت کے بارے میں یہی قول ہے اور لونڈی کے بارے میں اس کے آقا سے اجازت لی جائے گی۔(۲۰) امام شافعیؒ لونڈی سے مطلقاً عزل کے جواز کے قائل ہیں اور آزاد عورت کی مرضی سے جواز کے قائل ہیں۔(۲۱) ابن حزم اندلسیؒ نے دونوں روایتوں کے جواز عزل اور حرمت عزل کو درست تسلیم کیا ہے اور بیان کیا ہے کہ پہلے اجازت تھی جو کہ بعد میں منسوخ کر دی گئی۔(۲۲)

جدید مانع حمل طریقے اور ان پر بحث:

اس وقت ہمارے ملک میں جو مانع حمل طریقے اختیار کئے جاتے ہیں ان کی تفصیل درج ذیل ہے:

مستقل تدبیریں:

ضبط ولادت کی جو تدبیریں دائمی اور مستقل نوعیت کی اب تک معروف ہیں وہ درج

ذیل ہیں:

۱-**نس بندی:** اس طریقہ میں بارآور کرنے والی دونوں نسوں کو دونوں جانب سے یا کسی جانب سے کاٹ کر باندھ دیا جاتا ہے تاکہ مادہ منویہ کا افراز اور انزال ختم ہو جائے۔اس سے افزائش نسل ہمیشہ کے لئے رک جاتی ہے۔

۲-**گرہ بندی:** اس طریقہ میں بارآور کرنے والی نس کو کاٹے بغیر اس طرح باندھا جاتا ہے کہ مادہ منویہ کا افراز رک جاتا ہے، بوقت ضرورت گرہ کھول کر دوبارہ افزائش نسل کے قابل ہوا جاسکتا ہے۔

۳-**تقیع و تخریج:** اس طریقہ میں عورت کی بیضہ دانی (رحم) کو کاٹ کر شکم سے باہر نکال دیا جاتا ہے تاکہ حمل بارآور نہ ہوسکے، اس سے عورت ہمیشہ کے لئے بانجھ ہوجاتی ہے، یہ تینوں طریقے عمل جراحی (آپریشن) کے ذریعے عمل لائے جاتے ہیں، شرعی نقطہ نظر سے پہلے دونوں طریقے بالکل ناجائز ہیں، حضور ﷺ صحابہ کرامؓ اور فقہاءؒ کے زمانے میں کوئی آپریشن کا سلسلہ تو نہیں تھا لیکن زمانہ جاہلیت میں اس سے ملتی جلتی شکل "اختصاء" کی صورت نظر آتی ہے۔ اختصاء کا مطلب یہ ہے کہ فوطوں کی وہ گولیاں نکال دی جائیں جو جنسی صلاحیت اور جنسی خواہشات کا اصل سرچشمہ ہیں۔خود آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بعض صحابہؓ نے اس کی اجازت چاہی تاکہ دنیا سے کنارہ کش ہوکر زیادہ سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرسکیں، مگر آپ ﷺ نے سختی سے منع فرمایا۔(۲۳)

تمام فقہاء کا اس کے حرام ہونے پر اتفاق ہے حتیٰ کہ اگر کسی نے کسی کو خصی کردیا تو اس پر تاوان واجب ہوگا۔صاحب ہدایہؒ نے لکھا ہے:

ومن ضرب صلب غيره فانقطع ماؤه يجب الدية لتفويت جنس المنفعة-(۲۴)

کوئی شخص کسی کی ریڑھ کی ہڈی پر مارے جس سے اس کا مادہ تولید ختم ہو

جائے تو اس پر دیت واجب ہوگی، کیونکہ اس سے منفعت کی ایک قسم
(اولاد کا حصول) ختم ہوگیا ہے۔

تیسرا طریقہ (بیضہ دانی کو نکالنا) استثنائی صورت میں جائز ہے، جبکہ عورت کے رحم میں ایسا مرض ہو کہ نکالے بغیر علاج ممکن نہ ہو اور اس کے چھوڑنے سے پورا جسم متاثر ہونے کا خطرہ ہو تو اضطرار پر مبنی کیفیت کی بناء پر جائز ہے۔

ا۔کنڈوم، ۲۔مانع حمل ادویات، ۳۔عزل، ۴۔اسقاط

مندرجہ بالا تدابیر میں اسقاط کے علاوہ باقی تدابیر عزل پر قیاس کرتے ہوئے کچھ اصول وقواعد کی بناء پر جائز قرار دی جاسکتی ہیں۔

عارضی مانع حمل تدابیر (جواز کی صورتیں):

ا۔ دو بچوں کے درمیان مناسب وقفہ کے لئے تاکہ بچے کو ماں کی پوری نگہداشت مل سکے، اس سلسلے میں حضرت اسماء بنت یزید کی روایت ہماری رہنمائی کرتی ہے:

عن اسماء بنت یزید قالت سمعت رسول اللہ ﷺ یقول لاتقتلوا اولادکم سرافان الغیل یدرک الفارس فید عثرہٗ عن فرسہ-(۲۵)

حضرت اسماء بنت یزید سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا میں نے نبی ﷺ کو فرماتے سنا کہ اپنی اولاد کو پوشیدہ طور پر قتل نہ کرو بے شک غیلہ شہسوار کو پالیتا ہے اور اس کو گھوڑے سے گرادیتا ہے۔

۲۔بچے کی پیدائش ماں کی صحت کے لئے خطرناک ہو۔

۳۔بچے کے بارے میں یہ خطرہ ظن غالب کے درجے میں ہو کہ وہ کسی موروثی بیماری میں مبتلا ہوگا۔

اسقاط حمل Abortion:

خاندانی منصوبہ بندی میں سب سے پیچیدہ شکل اسقاط حمل ہے۔ رحم مادر میں ایک نطفہ قرار پا جانے کے بعد اس کی نوعیت مختلف ہوتی ہے۔ اب مرد وزن کے علاوہ ایک تیسری جان کا مسئلہ درپیش ہے۔ اس لئے یہاں شریعت پابندی لگادیتی ہے کہ اسے ساقط نہیں کیا جاسکتا، کیونکہ یہ ایک طرح سے قتل اولاد کے مترادف ہے۔ اس مسئلہ پر غور کرنے کے لئے ہمیں اس کی دو حالتوں کو سامنے رکھنا ہے، ایک صورت یہ ہے کہ اسقاط نفخ روح کے بعد ہو اور دوسری صورت یہ ہے کہ اسقاط نفخ روح سے پہلے ہو۔

نفخ روح کے بعد اسقاط حمل:

حدیث کے مطابق استقرار حمل کے چار ماہ بعد حمل میں جان پیدا ہوجتی ہے اور علم الجنین کے ماہرین بھی اس بات کی تائید کرتے ہیں کہ روح پیدا ہونے کے بعد اسقاط حمل بالاجماع حرام ہے۔ علامہ شامی لکھتے ہیں:

ولم یکون ذالک الا بعد مائة وعشرین یوما(۲۶)

نفخ روح کے بعد اسقاط بالاجماع حرمام ہے اور یہ ایک جان قتل کرنے کی طرح ہے۔

نفخ روح سے قبل اسقاط حمل:

نفخ روح سے قبل بھی اسقاط کراہت سے خالی نہیں۔ علامہ شامی لکھتے ہیں:

اعضاء کے ظہور سے قبل بھی اسقاط مکروہ ہے۔ (۲۸)

اس کی تائید قاضی ثناء اللہ پانی پتی کے فرمان سے بھی ہوتی ہے:

جس نے کسی حاملہ عورت کے پیٹ پر مارا اور حمل ساقط ہوگیا تو چاہے اس کی تخلیق پوری ہوگئی ہو یا ابھی پوری نہ ہوسکی ہو بالاجماع غرہ (ایک غلام یا باندھی کا دینا) واجب ہوگا اس لئے کہ اس سے ایک کامل انسان

کی تخلیق متوقع تھی۔(۲۹)

علامہ قاضی خاں فرماتے ہیں کہ:

> اسقاط حمل اگر زندگی پیدا ہونے کے بعد ہو تو ظاہر ہے اس کی حرمت میں کوئی کلام ہو ہی نہیں سکتا، لیکن اگر زندگی کے ظہور سے پہلے ہی اسقاط ہو تو تب بھی جائز نہیں ہوگا، اس لئے کہ جب تک روح نہ پیدا ہو جائے حمل کو عورت ہی کا ایک جز و اور بدن کا حصہ تصور کیا جائے گا اور جس طرح کسی کا قتل درست نہیں اسی طرح اپنے جسم کے کسی حصہ کو بھی کاٹ پھینکنا حرام ہے۔(۳۰)

حالت اضطرار کا حکم:

عذر کی حالت میں اس حمل کے اسقاط کی اجازت موجود ہے، مثلاً فتاوٰی عالمگیری میں ہے:

> دودھ پلانے والی عورت حاملہ ہو جائے اور اس کا دودھ بند ہو جائے، باپ بچے کے دودھ کا اوپری خرچ برداشت نہ کر سکے، تو جب تک حمل میں جان نہیں پڑتی اسقاط حمل کا استعمال جائز ہوگا۔(۳۱)

اسی طرح اگر عورت کی جان کو خطرہ ہو تو بھی بلا کراہت اسقاط جائز ہے۔

حمل بالزنا کا اسقاط:

حمل اگرچہ زنا سے ہو حمل محترم ہے، کیونکہ اس میں خود اس کا کوئی قصور نہیں۔ اس وجہ سے حضور ﷺ نے حضرت غامدیہ کو چار بار اقرار زنا کے بعد بھی فوری سنگسار نہیں کیا، بلکہ اس کا حمل ظاہر ہوا پھر اس کے وضع کا انتظار کیا گیا، اور مدت رضاعت تک انتظار کیا گیا، حتیٰ کہ جب بچہ کھانے کے قابل ہو گیا تو اس عورت پر حد جاری کی گئی، اسی وجہ سے صاحب ہدایہ نے لکھا ہے کہ حمل بالزنا کا اسقاط بھی جائز نہیں۔

وھذا الحمل محترم لا نہ لا جنایۃ منہ ولھذا لم یجزا اسقاطہ۔(۳۲)

اور یہ حمل محترم ہے کہ اس کی جانب سے کوئی جنایت نہیں پائی گئی اسی وجہ سے اس کا اسقاط جائز نہیں۔

لیکن چونکہ اس زمانہ میں زنا کی کثرت ہے اگر اسقاط کی اجازت نہیں دیں گے تو بہت سی لڑکیاں ازدواجی زندگی سے محروم رہ کر مزید فساد پیدا کریں گی، اس لئے اس مسئلہ پر اجتہاد کے بعد ہدایہ کے حاشیہ پر مولانا عبدالحی لکھنوی نے لکھا ہے:

اما فی زماننا یجوز وان استبان الخلق وعلیہ الفتوی(۳۳)

بہرحال ہمارے زمانے میں اسقاط جائز ہے، اگرچہ خلقت کا ظہور ہو جائے اور اسی پر فتویٰ ہے۔

زنا بالجبر:

ہدایہ اور اس کے حاشیہ کی روشنی میں میرے خیال میں اگر حمل زنا بالجبر کے نتیجہ میں ہو اور اس پر ایک سوبیس دن نہ گزرے ہوں تو چونکہ اس میں عورت کا کوئی قصور نہیں، لہٰذا اسقاط کی صورت میں وہ گناہ گار نہ ہوگی تاہم اگر ایک سوبیس دن کا عرصہ گزر جائے یا حمل زنا بالرضا کی صورت میں ہو تو اقرب الی السنہ یہی ہے کہ اسقاط کی اجازت نہ دی جائے۔ اس پر حضرت غامدیہؓ کا واقعہ بڑی دلیل ہے۔

خلاصہ بحث:

مندرجہ بالا تحقیق کے بعد ہم اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ خاندانی منصوبہ بندی کو کلی طور پر جائز یا ناجائز نہیں کہا جاسکتا۔ یہ ایک انفرادی معاملہ ہے، ہر شخص کے ذاتی حالات کو دیکھ کر اس کا فیصلہ کیا جاسکتا ہے۔ ضرورت شرعی کے وقت خاندانی منصوبہ بندی جائز ہے، اس میں کوئی

قباحت نہیں، لیکن اس کو ایک تحریک کی شکل دینا اور اس طرح پیش کرنا کہ ہر چیز خاندانی منصوبہ بندی کا اشتہار بن جائے اور خاندانی منصوبہ بندی کے آلات مارکیٹ میں اس قدر عام کر دینا کہ جسے شادی شدہ کم اور غیر شادی شدہ زیادہ خریدتے ہیں، جس سے بے حیائی کا دروازہ کھلتا ہے یہ درست نہیں ہے۔ دوسرے ہمیں اس تحریک پر زور دینے کی بجائے اپنے وسائل کی تلاش و اضافہ پر خرچ کرنے چاہئیں جس کا اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے اور جو مشرق سے مغرب تک زمین کے اندر اور باہر پھیلے ہوئے ہیں اور پھر ان کو حاصل کرنے کے بعد انصاف سے خرچ کریں تو یہ بات اسلامی تعلیمات کے زیادہ قریب ہے۔

حوالہ جات و حواشی:

۱. القرآن، سورۃ البقرہ، آیت ۲۶
۲. ابوالحسن، مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، باب فضل من یقوم بالقرآن ویعلمہ وفضل من تعلم حکمۃ من فقہ او غیرہ فعمل بہا وعلمہا، قدیمی کتب خانہ کراچی، ۱۹۵۶ء، ج۱، ص۲۷۲،
۳. القرآن، سورۃ الحجر، آیت ۱۹ تا ۲۱
۴. القرآن، سورۃ الانعام، آیت ۱۵۱
۵. اصلاحی، امین احسن، تدبر قرآن، فاران فاؤنڈیشن لاہور، ۲۰۰۲ء، ج۳، ص۲۰۰،
۶. القرآن، سورۃ بنی اسرائیل، آیت ۳۰.۳۱
۷. عثمانی، شبیر احمد، مولانا، تفسیر عثمانی، تاج کمپنی لمیٹڈ لاہور، ص۳۷۸
۸. موہانی، حسرت، مولانا، کلیات حسرت، شیخ غلام اینڈ سنزل لاہور، ۱۹۷۸ء، ص۱۸۰
۹. القرآن، سورۃ ہود، آیت ۶
۱۰. البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب التفسیر، قدیمی کتب خانہ کراچی، ۱۹۶۱ء، ج۲ ص۷۰۱
۱۱. الخطیب، ولی الدین محمد عبداللہ، مشکوۃ المصابیح، کتاب النکاح، قدیمی کتب خانہ کراچی، ج۲، ص۲۶۷
۱۲. ابن ہمام، کمال الدین، محمد بن عبدالواحد، فتح القدیر، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ، ج۲، ص۳۴۲
۱۳. ابوالحسن، مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، باب حکم العزل، ج۱، ص۴۵۶

۱۴. قاسمی، مجاهد الاسلام، مولانا، جدید فقهی مباحث، ادارة القرآن والعلوم الاسلامیه کراچی، ص۲۵۷
۱۵. ابوالحسن، مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، باب حکم العزل، ج ۱، ص۴۶۵
۱۶. ایضاً، ص۴۶۶
۱۷. ایضاً، ص۴۶۶
۱۸. ایضاً، ص۴۶۶
۱۹. مالک بن انس، موطا امام مالک، باب حکم العزل، مکتبه نور محمد کراچی، ج ۱، ص ۵۳۲
۲۰. ایضاً، حاشیه نمبر ۱، از مولانا اشفاق الرحمٰن کاندهلوی
۲۱. عینی، علامه، بدرالدین، ابومحمد محمود بن احمد، عمدة القاری، شرح صحیح بخاری، مکتبه رشیدیه کوئٹه، ج۲، ص۲۷۶
۲۲. اندلسی، ابن حزم علی بن احمد، المحلٰی احکام العزل، ادارة الطباعة المنیریه، مصر، ج ۱، ص ۷۱
۲۳. البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب النکاح، ج۲، ص۷۵۹
۲۴. المرغینانی، برهان الدین علی بن ابی بکر، الهدایه، مکتبه شرکت علمیه ملتان، ج۴، ص۵۸۹
۲۵. ابی داؤد، سلیمان بن اشعث، سنن ابی داؤد، باب الغیل، مکتبه امدادیه ملتان، ج۲، ص۱۸۶
۲۶. شامی، ابن عابدین، محمد امین، ردمختار علی، درمختار، ایچ ایم سعید کمپنی کراچی، ص ۳۸۱
۲۷. قاسمی، مجاهد الاسلام، جدید فقهی مباحث، ادارة القرآن والعلوم الاسلامیه کراچی، ص۳۰۶
۲۸. شامی، محمد امین، ردمختار علی درمختار، ج۲، ص۵۵۲
۲۹. پانی پتی، قاضی ثناء اللّٰه، تفسیر مظهری، ایچ ایم سعید کمپنی کراچی، ۱۹۸۰ء، ج۱۰، ص۲۰۶
۳۰. رحمانی، خالد سیف الله، مولانا، جدید فقهی مسائل، مکتبه اسلامی راولپنڈی، ج ۱، ص۱۸۹
۳۱. سید، امیرعلی، مولانا، فتاویٰ عالمگیر، دارالاشاعت کراچی، ۱۹۸۹ء، ج۴، ص۲۱۱
۳۲. المرغینانی، علی بن ابی بکر، الهدایه، کتاب النکاح، مکتبه رحمانی لاهور، ج۲، ص۳۱۲
۳۳. ایضاً، حاشیه نمبر ۱۵